مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے

از

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد

دیباچہ

چند دنوں سے وطن اور المنیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح پر اعتراض کیا گیا ہے کہ آپ نے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ایک ذرا سے فرق پر اختلاف ڈلوایا اور لکھ دیا کہ ہم میں اصولی فرق ہے اسی طرح پیسہ اخبار میں کسی شوخ چشم نے ایک مضمون دیا ہے کہ امید ہے حضرت خلیفۃ المسیح اس فیصلہ کو واپس لے کر حضرت مرزا صاحب کے الہامات کو باطل کر دیں گے۔ اور ان پر سے کفر کا فتویٰ واپس لے لیں گے لیکن تعجب ہے کہ ان لوگوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم لوگ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ مانتے ہیں تو کیونکر آپ کے فتویٰ کو رد کر سکتے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح تو آپ کے خلیفہ اور آپ کے کاموں کو پورا کرنے والے ہیں آپ کیونکر آپ کے الہاموں کو رد کر سکتے ہیں اصل میں یہ لوگ مأمورین اور انبیاء و رسل کی مخالفت کی حقیقت کو سمجھتے ہی نہیں تبھی تو کہتے ہیں کہ حضرت کے مخالف کیونکر کافر ہوئے۔ یا کم سے کم نیک نیتی سے نہ ماننے والے کیونکر کافر ہوئے حالانکہ رسول اللہ کو نہ ماننے والے کیا سب کے سب بدنیت تھے اور کیا سب پر حجت قائم ہو چکی ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے پہاڑوں میں کون تبلیغ کرنے گیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے اسلام کی رو سے وہ کافر ہیں۔ باقی یہ رہا کہ ان کو سزا ملے گی یا نہیں یہ خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ شریعت کا فتویٰ تو ظاہر پر ہے اس لئے ہم ان کو کافر کہیں گے۔ پس جب تبت اور سوئٹزرلینڈ کے باشندے رسول اللہ ﷺ کے نہ ماننے پر کافر ہیں تو ہندوستان کے باشندے مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے سے کیونکر مؤمن ٹھہر سکتے ہیں غرضیکہ یہ خیال بالکل بے ہودہ اور عقل سے بعید تھا اس لئے اس کی تردید لازمی نظر آئی تا کہ احمدی بھائی دھوکا نہ کھائیں۔ لیکن چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح کا فتویٰ بھی ضروری تھا اس لئے یہ مضمون بہ تمام و کمال آپ کو دکھایا گیا اور آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مجھے اس مضمون سے مخالفت نہیں اور ہرگز مخالفت نہیں اور تحریر فرمایا ہے کہ

اسے چھاپ دو ☆

اب اسے عام مخلوق کی ہدایت کے لئے شائع کرتا ہوں احمدی بھائیوں کو چاہیئے کہ اس کی خوب اشاعت کریں اور یہ مضمون دوسرے دوستوں کو جاکر سنائیں کیونکہ غیر احمدی اس وقت پورے زور سے ہم کو اپنے اندر ملانا چاہتے ہیں اور جب حضرتؑ کی مخالفت کے باوجود انسان مسلمان کا مسلمان رہتا ہے تو پھر آپؑ کی بعثت کا فائدہ ہی کیا ہؤا- والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد

☆ آپ نے ایک دفعہ مضمون دیکھ لیا تھا اور مزید احتیاط کے طور پر پھر آپ سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ اس کا شائع کرنا پسند فرمائیں تو اسے بند کیا جا سکتا ہے جس کے جواب میں آپ نے یہ فقرہ فرمایا اور انشاءاللہ مزید احتیاط کے لئے پروف پھر بھی حضور کے پیش کئے جائیں گے تاکہ اگر کوئی اور اصلاح کرنی ہو تو آپ کر دیں- منہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا

مماثلت مسیحین

آیات صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (الفاتحہ:۷) اور تَشَابَھَتْ قُلُوْبُھُمْ (البقرہ:۱۱۹) سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاءؑ کی جماعتوں اور ان کے مخالفین کا ایک ہی طریق ہوتا ہے۔ نبیوں کی مشابہت نبیوں سے ان کی جماعتوں کی مشابہت اپنے سے پہلی جماعتوں سے اور ان کے مکفرین کی مشابہت ان سے پہلے کے مکفرین سے ہوتی ہے۔ جس طرح نبی اور ان کی جماعتیں ایک ہی راستہ پر قدم مارتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کے مخالفوں کے پیرو بھی اپنے پیشرؤوں کی سنت پر عامل ہوتے ہیں۔ خصوصاً جن انبیاءؑ کی آپس میں مشابہت اور مماثلت ہو اور ایک ہی قسم کے کام ان کے سپرد ہوں۔ تو ان کے حالات تو آپس میں بہت ہی کچھ ملتے جلتے ہیں ان پر اور ان کی جماعتوں پر ایک ہی سے ابتلاء آتے ہیں۔ ایک ہی سے شیطانی حملے ان پر ہوتے ہیں۔ اور ایک ہی راہ سے ان کو پھسلانے کی کوشش کی جاتی ہے ہمارے حضرت کو چونکہ حضرت مسیحؑ سے مشابہت تھی اور آپ ان کے مثیل تھے۔ آپ کے واقعات بھی ان سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں جیسے وہاں ایک امن و امان کی سلطنت تھی۔ یہاں اس سے بڑھ کر امن و امان کی حکومت ہے جیسے وہاں ایک غیر ملک کے باشندوں کی گورنمنٹ تھی یہاں بھی غیر ملک کے باشندوں کی گورنمنٹ ہے جیسے وہاں تقریر و تحریر سے تبلیغ کی جاتی تھی ویسے ہی یہاں بھی کی جاتی ہے جس طرح ان پر خون کا مقدمہ کیا گیا اور آخر میں آپ کی نجات ہو گئی۔ اسی طرح یہاں بھی ایک خون کا مقدمہ ہوا جس میں آخر میں آپ کی نجات ہوئی۔ جس طرح وہاں کفر کے فتوے لگے یہاں بھی لگے۔ جس طرح آپ کے مخالف مولوی آپ کے پیچھے پھرتے اسی

طرح اب بھی پھرتے رہے۔ پس ضرور تھا کہ جس طرح آپ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت پر ابتلاء آئے۔ اسی طرح حضرت صاحب کی وفات کے بعد بھی جماعت پر اسی طرح ابتلاء آتے۔ چنانچہ ایک مدت سے بلکہ شاید میں غلطی پر نہ ہوں گا اگر کہوں کہ حضرت صاحب کی زندگی کے زمانہ سے مجھے اس بات کا خیال تھا اور خوف تھا اور میں دیکھتا ہوں کہ ایک مدت سے آثار ظاہر ہو رہے ہیں لیکن چونکہ حضرت مسیح موعودؑ صرف مثیل مسیحؑ ہی نہ تھے بلکہ مہدی مسعود بھی تھے اس لئے امید بلکہ یقین ہے کہ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت ان ابتلاؤں کے زمانہ سے صاف اور بے عیب نکل جائے گی۔

چنانچہ اگر میں بھولتا نہیں تو میں نے خود حضرت خلیفۃ المسیح کے منہ سے یہ سنا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے حضرت صاحب سے پوچھا کہ آپ مثیل مسیح ہیں۔ اس لئے ان واقعات سے خوف آتا ہے۔ جو مسیح کی جماعت سے پیش آئے فرمایا کہ ہاں خوف تو ہے لیکن چونکہ میں مہدی بھی ہوں اس لئے اللہ تعالیٰ انجام نیک کرے گا۔ پس گو خوف ہے لیکن نیک انجام کی بڑی امیدیں لگی ہوئی ہیں۔

مسیحؑ ناصری کے بعد غیر قوموں کا حملہ

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں اور بیان کرتا ہوں کہ وہ ابتلاء کیا تھا جو حضرت مسیحؑ کے بعد آپ کی جماعت کو آیا۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی وفات کے بعد آپ کی جماعت کو غیر قوموں نے اپنی طرف کھینچنا شروع کیا اور حالات ہی کچھ ایسے پیدا ہوتے گئے کہ جن کا نتیجہ یہ ہؤا کہ مسیحی لوگ ان میں مل گئے۔ ان مٹھی بھر آدمیوں پر وہ کثرت غالب آئی اور یونانی اور رومی مشرکانہ خیالات اور مداہنت ان میں پیدا ہو گئی۔ بعض حواری جو الگ رہے ان کا بقیہ خاتم النبیین رسول رب العلمین ﷺ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ کے وقت تک چلا۔ لیکن چونکہ اصل توحید آگئی۔ اس لئے ان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا سے اٹھالیا اور وہ اپنا کام کر کے خاموشی کے ساتھ اس دنیا سے گذر گئے۔ چنانچہ سلمان فارسیؓ بھی انہیں لوگوں کے بتائے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔

مسیح ثانی کی وفات پر ثابت قدمی

ہمارے حضرت کی زندگی کے آخری ایام میں اور بعد وفات کے بھی اس قسم کی تحریکات مخالفین سلسلہ کی طرف سے ہوئی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ ہمارے برخلاف چاروں طرف سے کفر کے فتوے شائع ہوتے تھے۔ ہمارے سلسلہ کے کمزور اور ضعیف انسانوں کو بے طرح ڈرایا جاتا تھا۔ وہ

ماریں کھاتے تھے۔ گالیاں سنتے تھے۔ قتل بے گناہ ہوتے تھے۔ عدالتوں میں گھسیٹے جاتے تھے۔ مگر یہ سب کچھ کس لئے ہوتا۔ صرف اس لئے کہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا قادر ہے اور رسول اللہ ؐ کی پیشگوئی کے مطابق اس نے اس امت میں سے ایک مأمور بھیج دیا ہے۔ جو دنیا کو گمراہی سے بچائے اور اس کا نام اس نے مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا ہے۔ گویا ہم پر فرد جرم اس لئے لگائی گئی کہ ہم نے خدا کے حکم کو کیوں مانا اور کیوں نہ اسے کہہ دیا کہ ہم کب تک تیرے احکام کو مانتے چلے جائیں آج تک بہت سے انبیاءؑ کو تو مان لیا اب بس کرو اور ہم کو اس اطاعت سے معاف کرو۔ ہاں ہم اس لئے واجب القتل قرار دیئے گئے کہ ہم حقیقی بادشاہ کے فرماں بردار ہوئے اور ان باغیوں کے ساتھ نہیں ملے جنہوں نے اس کے مأمور کا انکار کیا۔ اور اگر واقعی یہ کوئی ایسا جرم تھا جس کی سزا ہم کو یہ ملنی چاہیئے تھی۔ تو خدا کی قسم ہم اس جرم کے مرتکب ضرور ہوئے ہیں۔ اور جس طرح ہمارے حضرتؑ نے رسول اللہ ﷺ کی نسبت فرمایا ہے

بعد از خدا بعشق محمد مخمّرم :۔ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر خدا کے مأموروں اور رسولوں کا اقرار اور ان کی اطاعت کفر ہے تو خدا کی قسم ہم اس قسم کے کافر ضرور ہیں۔ اور اگر اسی کا نام کفر رکھا جاتا ہے تو اس کفر کو ہم ذریعہ نجات یقین کرتے ہیں۔

جماعت کی ترقی اور دشمن کا فریب

اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو فتوحات دیں اور ہماری جماعت کو روز بروز ترقی ہونی شروع ہوئی اور جوں جوں مخالفین سلسلہ نے شور مچایا یہ سلسلہ اور بھی بڑھا اور بیسیوں ہیں جو مخالفین ہی کی کتب کو پڑھ کر اس سلسلہ میں داخل ہوئے اور جس قدر عذاب ہم کو دیئے گئے ان سے بجائے ہماری ذلت و کمزوری کے ترقی اور عزت ہی ہوتی گئی۔ جس قدر ہمارے مخالفین نے ہمیں چاہ گمنامی میں پھینکنا چاہا۔ خدا نے اسی قدر ہم کو شہرت کے ٹیلہ پر بلند کھڑا کیا۔ اور ہماری جماعت کا رعب مخالفین کے دلوں میں بیٹھ گیا اور خدا کی دی ہوئی نصرت و فتح کو انہوں نے مشاہدہ کیا۔ اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اسلام کے دشمنوں کی فوجیں ہمارے آگے سے فرار ہو گئیں۔ اور انہوں نے سن لیا کہ دجال اس مسیح کے مقابل میں ٹھہر نہیں سکا۔ اور ملائکہ کی ہیبت ناک آوازیں ان کے کانوں میں پہنچیں۔ تب ان کو یقین ہو گیا کہ اب یہ سلسلہ بڑھے گا اور ہر ایک سرسبز وادی اور ویران جنگل اور اونچے پہاڑ اور وسیع سمندر پر ان کی آواز بلند ہو گی اور وہ اسلام

کانشان جس میں مشرکانہ خیالات کی وجہ سے بے رونقی اور زنگ پیدا ہو گیا تھا یعنی کلمہ شہادت وہ پھر اپنی اصلی رونق سے دنیا پر ظاہر ہو گا۔ اور وہ دن دور نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ کے مطابق دنیا دیکھ لے گی کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو دنیا پر ظاہر کرے گا" جب حق کھل گیا۔ اور بات ظاہر ہو گئی تو شیطان نے وہی حربہ استعمال کرنا چاہا جس سے کہ حضرت مسیحؑ کی جماعت کو دِق کیا تھا۔ اور ان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو توڑ دیا تھا یعنی اس نے مولویوں اور گدی نشینوں سے کام بگڑتا ہوا دیکھ کر امراء اور تعلیم یافتہ گروہ کو چنا اور چونکہ یہ لوگ اکثر یا تو لامذہب ہوتے ہیں۔ یا دین کی حقیقت سے غالباً ناواقف اور عملی حصہ میں تو فیصدی بہت ہی کم نکلیں گے جو جماعت نماز بلکہ صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ کے پابند ہوں۔ اس لئے ان کے ہاتھوں میں وہی حربہ دیا جو حواریوں کے مقابلہ میں غیر قوموں کو دیا تھا۔ یعنی وہ صلح کے لئے بڑھے اور انہوں نے اپنے چہرے ایسے بنائے گویا اسلام کے غم نے ان کی کمر توڑ دی ہے اور مختلف فرقوں کا تفرقہ دیکھ کر ان کے دل پراگندہ اور آنکھیں پُرنم ہیں اور یہ ایسا بوجھ ہے کہ جس سے ان کی پشت خم ہو رہی ہے اور مسلمانوں کی تباہی کو دیکھ کر وہ بے موت مر رہے ہیں۔ اور ایسی حالت بنا کر وہ ہمارے پاس آئے اور اپنی خطاؤں کا اقرار کیا اور کہا کہ ہماری غلطی تھی کہ ہم آپ لوگوں سے الگ ہوئے اور بزرگوں کا کام ہمیشہ خطاؤں سے چشم پوشی کرنا ہوتا ہے پس آپ ہماری غفلت سے نظر اندازی کریں اور ہم کو اپنا خیر خواہ تصور کریں اور آج سے ہم میں اور آپ میں یگانگت ہو جائے اور ہم ایک ہو کر اسلام کو دشمنوں سے بچائیں۔ اور اس کے بعد ایک عاشق مفتون کی طرح انہوں نے ہم سے گلہ شروع کیا اور کہا کہ جب ہم میں اور آپ میں کوئی اصولی فرق نہیں اور ہمارا ایک ہی خدا اور ایک ہی رسول ہے تو آپ ہم سے الگ کیوں ہوئے اور ہمارے پیچھے نمازیں پڑھنی کیوں چھوڑ دیں اور کیا ضرور تھا کہ اگر ہمارے جُہّال سے کوئی خطا ہوئی تھی تو آپ اس کا نوٹس لیتے اور اس پر بگڑ بیٹھتے۔ آپ کو تو بڑے رحم اور وسعتِ نظر سے کام لینا چاہئے تھا اور صرف اس بات پر کہ ہم مرزا صاحب کو مأمور من اللہ نہیں مانتے کافر قرار دینا آپ کی شان سے بہت بعید تھا۔ اور ہم تو مرزا صاحب کو ایک بڑا راست باز انسان اور اسلام کا سچا خادم تصور کرتے ہیں اور صرف آپ سے اس قدر اختلاف ہے کہ ہم آپ کے بعض ان دعاوی کو نہیں مانتے کہ جن میں وہ اپنے آپ کو خدا کی طرف سے رسول اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا ذکر کرتے ہیں اور مختلف موقعوں پر مختلف لوگوں کے سامنے ان باتوں پر اتنا زور دیا کہ قریب تھا کہ بہت سے

لوگوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے - اور وہ مدت کے بچھڑے ہوؤں کی طرح ان سے لپٹ جاتے - اور آپس کے اختلافات گلے لگ کر مٹائے جاتے لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہؤا اور حضرت صاحبؑ کا مہدویت کا رنگ غالب رہا -

سلسلہ کی حفاظت اور دشمن کے فریب کا قلع قمع

اور عین مصیبت میں پڑ جانے کے وقت اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت کی اور کئی لوگوں کو یہ بات سمجھ میں آگئی کہ اگر ایک مأمور کے بھیجنے کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے اور انجام ایسا ہی ہوتا ہے اور باوجود اس کے انکار کے پھر بھی انسان خدا تعالیٰ کا پیارا ہی رہتا ہے تو ہم کو اس قدر مشکلات میں پڑ جانے کی کیا ضرورت تھی اور کیوں خدا نے ایک مأمور کو بھیج کر خواہ مخواہ ہم کو مصیبتوں میں ڈالا اور اپنوں اور بیگانوں کی نظر میں حقیر کیا اور کافر ٹھہرایا - انہوں نے خیال کیا کہ اگر ایک مأمور کا انکار ایسا ہی ایک چھوٹا سا انکار تھا اور خفیف بات تھی تو خدا نے یہ کیوں کہا کہ میں اس کے انکار کے بدلہ میں دنیا کو ہلاک و برباد کر دوں گا - اور طرح طرح کے عذاب اس دنیا میں بھیجے اور لاکھوں انسانوں کو دیکھتے دیکھتے ہلاک کر دیا اور کیوں اتنی مدت تک ملک کے علماء و فضلاء کو اس کی مخالفت کی وجہ سے ذلت سے مارتا رہا - اور کیا وجہ ہوئی کہ آج سے ہزاروں سال پہلے نبیوں کی زبان پر اس کی خبر دی اور انجیل میں اس کا ذکر کیا اور قرآن شریف میں اس کی بعثت کی نسبت پیشگوئی کی اور اگر یہ ایک معمولی بات تھی اور ایک فروعی سا فرق تھا تو کیوں اس نے خود اس کو الہام کے ذریعہ سے کہا کہ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنی وہ مسلمان جو تیرا انکار کرتے ہیں اور تیرے منکر ہیں ان کو رفتہ رفتہ کمزور کر دوں گا اور تجھے وہ عظمت دوں گا کہ تیرے پیرو ہمیشہ ان سے معزز رہیں گے اور ان باتوں کے سوچنے کے بعد ان کے دل بشاش ہو گئے اور انہوں نے جان لیا کہ عین گڑھے میں گرتے ہوئے خدا تعالیٰ نے ہماری رہبری کی لیکن یہ شور بڑھتا گیا - اور اب میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے مخالف کھلے طور پر اخباروں میں اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اس جدائی کو جانے دو اور ہم سے آملو گو مرزا صاحب سے دعاوی میں غلطی ہوئی - اور ایسے موقع پر میں نے ضروری جانا کہ ایسے لوگوں کی دھوکہ دہی کو ظاہر کروں اور اس خطرہ سے جو تعلق کے نیچے مخفی ہے انہیں آگاہ کروں اور اس معاملہ میں حضرت صاحب کی جو رائے ہے اس سے بھی ان کو مطلع کروں - تاکہ وہ اپنے قدموں پر مضبوط ہو کر جم جائیں - اور میں سچ سچ کہتا ہوں اور میرے دل میں اس بات کے لکھنے میں کوئی نفاق کا شائبہ نہیں - اگر میں نفاق کو پسند

کرتا تو سب سے پہلے غیر احمدیوں کی عظیم الشان جماعت میں ملنے کی کوشش کرتا اور یہ تو ظاہر ہے کہ اس طرح حضرت صاحب کو جو گالیاں دی جاتی ہیں وہ کم ہو جاتیں- اور کون نہیں چاہتا کہ اس کے باپ کو لوگ گالیاں نہ دیں اور اس کے والد کی نسبت فحش الفاظ استعمال نہ کئے جائیں- پس اگر آپ لوگ ان کو پیر سمجھ کر دشمنوں کے حملہ سے بچانا چاہتے ہیں تو میرے ان سے دو رشتے ہیں- وہ میرے والد بھی ہیں اور آقا اور پیر بھی لیکن میں نفاق پر موت کو ترجیح دیتا ہوں اور اس وقت سے پناہ مانگتا ہوں جب میں وہ بات کروں جو میرے دل میں نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کی اس معاملہ میں نصرت چاہتا ہوں اور میں اسی سے مدد مانگتا ہوں- کہ وہ مجھے گناہوں میں پڑنے سے بچائے- میں جانتا ہوں کہ کوئی مجھے گناہوں کی بھٹی سے نہیں بچا سکتا مگر اللہ اور مجھے کامل یقین ہے کہ مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ پس اس سے ہر قسم کی شرارت نفس اور خبث باطن سے پناہ مانگتے ہوئے میں نے اس کام کو کیا ہے اور میں اس سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے ضرور بچائے گا اور ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھے گا-

غرضیکہ اے عزیزو! ہمارا ایمان ہے کہ حضرت صاحب خدا کے مرسل تھے اور مأمور من اللہ تھے اور ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ہمیشہ بھیجتا رہتا ہے اور نہ معلوم اور کتنے انبیاء آگے بھیجے گا لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہمارا ایمان ہے کہ حضرت نبی کریم محمد رؤوف رحیم رسول اللہ خاتم النّبیّین کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں آئے گا اور آپؐ ہر قسم کی نبوتوں کے خاتم ہیں اور آئندہ جس کو اللہ تعالیٰ تک رسوخ ہو گا وہ آپ ہی کی اطاعت کے دروازہ سے گزر کر ہو گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: ۳۲) اور اسی میں آپ کی عزت ہے- کیونکہ کیا وہ شخص معزز کہلا سکتا ہے جس کے ماتحت کوئی بھی افسر نہ ہو- بلکہ معزز وہی ہوتا ہے جس کے ماتحت بہت سے افسر ہوں- دنیا میں ہی دیکھ لو کہ تم بادشاہ کے لقب کو زیادہ معزز جانتے ہو یا شہنشاہ کے لقب کو- پس شہنشاہ کا لفظ اس لئے کہ اس میں بادشاہوں پر حکومت کا مفہوم پایا جاتا ہے بادشاہ پر معزز ہے ادنیٰ نہیں- اسی طرح ایسی نبوت جس کے ماتحت اور نبوتیں بھی ہوں اس نبوت سے اعلیٰ اور افضل ہے جس کے ماتحت اور نبوت کوئی نہ ہو- کیا وہ شخص زیادہ معزز ہو گا جو دربار شاہی تک انسان کو پہنچا دے یا جو دروازہ پر ہی لے جا کر چھوڑ دے- پس ہمارا یقین ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اپنی امّت میں سے لوگوں کو اٹھا کر اعلیٰ مقامات پر پہنچا دیتے ہیں اور آپؐ کے ماتحت ہزاروں نبی ہوں گے- جو آپؐ کے ایک ایک لفظ کو قابل اطاعت جانیں

گے اور آپ کی محبت اور فرمانبرداری کو ذریعہ نجات یقین کریں گے۔ کیا یہ زیادہ معزز درجہ ہے یا وہ جو ہمارے مخالف پیش کرتے ہیں۔ پس ہم اسی اصل کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کو بموجب احادیث صحیح نبی اور مامور مانتے ہیں اور اس اعتقاد سے رسول اللہ ﷺ کی شان میں فرق نہیں آتا بلکہ اور بھی اعلیٰ ثابت ہوتی ہے۔

منکرین کی ذلت

اور ہمارا ایمان ہے کہ جیسے اور انبیاء کے منکرین اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے بعید کئے جاتے تھے آپؑ کے منکرین کا بھی یہی حال ہے اور اس کا نمونہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے پس کیسے تعجب کی بات ہوگی اگر ہم باوجود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے پھر اس بات سے انکار کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مخالفین کو سخت ذلت دی ہے اور دنیاوی عزت کو دیکھ کر ہماری آنکھیں چندھیا جائیں۔ ہمیں وہ دقتیں اور مشکلات پیش نہیں آئیں جو صحابہؓ کو پیش آئیں تھیں۔ پھر ہماری بزدلی کیا ایمان کی کمزوری پر دال نہ ہوگی؟ ہم یہ کب کہتے ہیں کہ ہمارے مخالف کافر باللہ ہیں۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ وہ کافر بالمأمور ہیں کافر کے معنی منکر کے ہیں۔ پس یہ کیسا جھوٹ ہے کہ اگر ہم باوجود ان کے انکار کے پھر ان کو مؤمن کا مومن ہی سمجھیں۔ مؤمن تو وہ تب ہو سکتے ہیں کہ جب اپنے عقائد باطلہ سے رجوع کریں اور حضرت مسیحؑ کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں جو حقیقت میں منکر ہے اسے ہم مؤمن کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ پس جو لوگ کہ باوجود ہزاروں نشانوں کے دیکھنے کے انکار کرتے ہیں ان کے کافر بالمأمور ہونے میں کوئی شک نہیں اور وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی ایک ذرہ بھر بھی عزت نہیں کرتے؟ کیونکہ اگر وہ خوف خدا رکھتے اور ان کے دل میں نور ایمان ہوتا تو وہ ایک مأمور کی بے قدری اس قدر کیوں کرتے۔

موعود ذہنی

تعجب ہے کہ یہ لوگ اس موعود ذہنی کو تو اس قدر درجہ دیتے ہیں کہ اس کے منکر کافر ہوں گے اور جو اس کی مخالفت کرے گا۔ وہ دجّال ہوگا اور ہلاک کیا جائے گا پھر جب حضرت مسیح موعودؑ اس بات کے مدعی ہیں کہ میں وہی ہوں۔ تو پھر آپ کی مخالفت کے باوجود ہم سے کسی اور فتوے کے کیوں امیدوار ہیں جو کچھ اس آنے والے موعود کے مخالفین کی نسبت ان کا خیال ہے ہم تو اس سے ان لوگوں کو کم ہی جانتے ہیں۔

صلح کا ہونا ممکن نہیں

حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی بار بار اس مسئلہ کو اٹھایا گیا ہے اور ہمیشہ آپؑ نے اس کو خوب واضح کر کے بیان کیا ہے اور ایسا کھول دیا ہے کہ اس کا انکار سوائے اس کے کہ کوئی ان فتووں کو نظر انداز کر دے اور کسی طرح سے نہیں ہو

سکتا۔ پھر ہمارے مخالف کیوں بار بار ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں وہ زمانہ یاد کریں جبکہ کفر کی بوچھاڑ ہم پر پڑتی تھی۔ اور ملامت کے تیروں سے ہمارا بدن زخمی کیا جاتا تھا اور تمام لوگوں کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی تھیں کہ کب یہ سلسلہ تباہ ہوتا ہے اور ایسے وقت میں خدا نے ہماری تائید کی اور ہر ایک دکھ اور درد سے ہم کو بچایا اور ہر ایک شر سے ہم کو محفوظ رکھا تو ہم کیسے ناشکر گذار ہوں گے کہ جب خدا نے ہم کو ہر مصیبت سے بچا کر امن کی زندگی عطا فرمائی تو ہم کو اس وقت یہ نہیں چاہیئے کہ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (ہود: ۱۱۴) کی نہی کو نعوذ باللہ کہیں پسِ پشت ڈال دیں۔ ہاں سوچو تو سہی کہ جس کے باپ کو کوئی جھوٹا سمجھتا اور مفتری خیال کرتا ہے تو وہ اس سے تعلق توڑ دیتا ہے اور اس سے دوستی اور محبت پیدا نہیں کر سکتا پس ہم کس طرح ان لوگوں سے جو ہمارے والد سے زیادہ معزز اور محبوب انسان کی ہتک کریں اور اسے جھوٹا خیال کریں صلح کر سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسا خیال کریں تو ہم سے زیادہ بے شرم کون ہو سکتا ہے اسلام نے دنیا کے معاملات میں تعصب اور مخالفت کو ناجائز قرار دیا ہے پس ہم جہاں تک دنیا کا تعلق ہے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کر سکتے ہیں۔ لیکن دین کے معاملہ میں یہ اور راہ پر قدم زن ہیں اور ہم اور راہ پر اور یہ ایسا ہی معاملہ ہے جیسا کوئی شخص مسلمان ہو کر اپنے والدین سے ہر قسم کا سلوک کرتا ہے اور شرعاً اس کی ممانعت نہیں بلکہ حکم ہے۔ لیکن ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے میں ہم کو تأمل ہے اور اس کے ذمہ دار خود یہی لوگ ہیں۔ کفر کی ابتداء انہوں نے کی نہ ہم نے۔ اول اول تو خدا نے رحم کیا اور کوئی حکم نہ دیا لیکن جب مخالفت حد سے بڑھ گئی تو خدا نے چاہا کہ ان کو اس فیض سے محروم کر دے جو ان کو اس مأمور من اللہ سے برائے نام تعلق کی وجہ سے تھا اور اس نے فیصلہ کر دیا کہ اب ان لوگوں سے تمہارا کوئی تعلق نہیں تو اب کس طرح ممکن ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے فیصلہ کو توڑ کر ان سے مل جائیں۔

کیا مأمور من اللہ غلطی خوردہ ہو سکتا ہے؟

اور ہمارے مخالف اپنے دل میں اتنا تو سوچیں کہ جب وہ حضرت مسیح موعودؑ کو راستباز مانتے ہیں تو کیوں کر کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر وہ جھوٹ بولتے رہے ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہم ان کو جھوٹا نہیں بلکہ غلطی خوردہ جانتے ہیں وہ الہام کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں اور درحقیقت اس کے منکر ہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک شخص روز اس بات کا مدعی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام کیا اور کہا کہ تو مأمور ہے اور مرسل ہے اور

پھر بھی وہ غلطی پر ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہو گا جیسے زید روز ہم کو کہے کہ میں آج عمر سے ملا ہوں اور ہم باوجود اس کلام کے روز مرہ سننے کے پھر یہ کہیں کہ اس کو غلطی لگی ہوئی ہے ایسے شخص کی نسبت کوئی عقلمند غلطی کا فتویٰ نہیں دیتا۔ بلکہ یا تو اسے جھوٹا سمجھا جاتا ہے یا سچا۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ تیس سال تک حضرت صاحب اس بات کا دعویٰ کرتے رہے کہ قریباً روز خدا تعالیٰ مجھ سے کلام کرتا ہے اور ہزاروں عبارتیں پیش کر دیں کہ یہ مجھ پر نازل ہوئی ہیں اور اصل حقیقت یہ تھی کہ محض وہ دھوکا میں پڑے ہوئے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) پس جو شخص کہتا ہے کہ میں حضرت مرزا صاحب کو راستباز اور اسلام کا سچا خیر خواہ یقین کرتا ہوں اور پھر آپ کے الہامات کو نہیں مانتا وہ یا تو منافق ہے کہ اپنے دل کا خبث ظاہر نہیں کرتا اور اصل میں پورے طور سے منکر ہے اور یا پاگل ہے کہ اس میں اتنی بھی تمیز نہیں کہ وہ سمجھ سکے کہ کوئی شخص تیس سال تک اس بات میں دھوکا نہیں کھا سکتا کہ خدا تعالیٰ روز مجھ سے کلام کرتا ہے اور حالانکہ بات کچھ بھی نہیں پس دونوں صورتوں میں اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اور وہ ہم میں سے نہیں ہو سکتا۔

مسیح موعودؑ کا قول اور الہامی شہادتیں

اب میں وہ عبارتیں درج کرتا ہوں کہ جو حضرت صاحب نے مختلف کُتب میں لکھی ہیں تاکہ میرے دوستوں کو معلوم ہو کہ حضرت اقدس کا منشاء کیا تھا سب سے پہلے میں وہ عبارت درج کرتا ہوں جو حضرت صاحب نے الہام کی بناء پر لکھی ہے اور جس کا کوئی احمدی انکار نہیں کر سکتا۔ یہ اس خط میں درج ہے جو آپ نے عبدالحکیم کے جواب میں لکھا ہے وَھُوَ ھٰذَا

"اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ ہزار ہا آدمی جو میری جماعت میں شامل نہیں کیا راستبازوں سے خالی ہیں تو ایسا ہی آپ کو یہ خیال بھی کر لینا چاہئے کہ وہ ہزار ہا یہود اور نصاریٰ جو اسلام نہیں لائے کیا وہ راستبازوں سے خالی تھے۔ بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچتی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں اس سے سہل تر بات یہ ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت میں سے خارج کرتا ہوں۔ ہاں اگر کسی وقت صریح الفاظ سے آپ اپنی توبہ شائع کریں اور اس خبیث عقیدہ سے باز آجائیں تو رحمتِ الٰہی کا دروازہ کھلا ہے وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانوں

سے منہ پھیرتے ہیں ان کو راستباز قرار دینا اسی شخص کا کام ہے جس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے"۔

اب اس عبارت سے مفصلہ ذیل باتیں نکلتی ہیں اول تو یہ کہ حضرت صاحب کو اس بات کا الہام ہؤا ہے کہ جس کو آپ کی دعوت پہنچی اور اس نے آپ کو قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں دوسرے یہ کہ اس الزام کے نیچے وہی لوگ نہیں ہیں کہ جنہوں نے تکفیر میں جدوجہد کی ہے بلکہ ہر ایک شخص جس نے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اور تیسرے یہ کہ وہ خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے اور سزا کا مستحق ہے چوتھے یہ کہ اس عقیدہ کی وجہ سے کہ حضرت صاحب کے منکر کافر نہیں بلکہ ناجی ہیں عبدالحکیم مرتد کو آپؑ نے جب تک وہ اس عقیدہ سے توبہ نہ کرے جماعت سے خارج کر دیا۔ پانچویں یہ کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ خبیث ہے۔ چھٹے یہ کہ جو شخص حضرت صاحبؑ کے منکرین کو اور آپ کے دعاوی کے نہ ماننے والے کو راستباز قرار دیتا ہے اس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔ یہ باتیں میں نے اپنے پاس سے نہیں بنائیں بلکہ حضرتؑ کے لفظ ہیں جو نقل کئے گئے ہیں جو چاہے قبول کرے اور چاہے تو رڈ کر دے۔

اس عبارت میں جو آتا ہے کہ یہ بات مجھے الہام سے بتائی گئی ہے اس کی تائید ان الہامات سے بھی ہوتی ہے جن میں کہ منکرین حضرتؑ کو کافر کہا گیا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَ قُلِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَ جَعَلْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَ لَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ قُلْ جَآءَکُمْ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰہِ فَلَا تَکْفُرُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رَدَّ عَلَیْھِمْ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَہٗ قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکُفَّارُ اِنِّیْ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ وَ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا غرض جیسا کہ حضرت صاحب نے مذکورہ بالا عبارت میں فرمایا ہے کہ مجھے الہام سے بتایا گیا ہے کہ تیرے نہ ماننے والے خواہ مکفّر ہوں یا خاموش۔ مسلمان نہیں ہیں اور خدا کے حضور سزا کے مستحق ہیں اور یہ کہ ان کو راستباز جاننے والا شیطانی خیال کے درپے ہے جب تک توبہ نہ کرلے۔ ان باتوں کی تصدیق مذکورہ بالا الہامات سے بھی ہوتی ہے۔ (تذکرہ)

حق کو چھپانے والا منافق ہے

پس جبکہ ہم کو سچائی کے ماننے کا دعویٰ ہے تو کیا ہمارا نفاق نہ ہو گا اگر ہم ان باتوں کو چھپاویں۔ کیا کوئی مسلمان برداشت کرتا ہے کہ اس کا کوئی دوست ہندوؤں سے بھی کچھ کچھ تعلق رکھے اور کبھی کبھی ان کو یہ سنا دے کہ ہم آپ کو بھی ناجی اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ سمجھتے ہیں۔ وہاں کیوں اس اعتقاد کو برا کہا جاتا ہے اسی لئے کہ نفاق ہے۔ پس اس جگہ بھی وہی نفاق ہو گا بلکہ اگر ہم مخالف کے سامنے دبی زبان سے اس کے حق پر ہونے کا بھی کچھ اقرار کریں گے تو اس کے دو برے نتیجے ہوں گے ایک تو یہ کہ تھوڑے دنوں بعد جب ہمارا اصلی عقیدہ دشمن کو معلوم ہو گا تو اس کے دل میں ہماری طرف سے سخت نفرت بیٹھ جائے گی اور وہ سمجھے گا کہ یہ اول درجہ کے جھوٹے ہیں اور دوسرے یہ کہ جب حضرت صاحبؑ نے ایسا صاف فتویٰ دیا ہے تو لوگ مروڑ تروڑ کر کچھ کے کچھ معنی کرتے ہیں تو اگر اس موقعہ پر ذرا بھی غفلت سے کام لیا گیا۔ تو اس سے آئندہ کے لئے سخت برے نتائج پیدا ہوں گے اور آئندہ اس خاموشی کو اجماع قرار دیا جا کر اس سے نہ معلوم کیا کیا نتائج نکالے جائیں گے اور آئندہ زمانہ میں نیک لوگ ہماری نسبت وہی الفاظ استعمال کریں گے جو اب ہم پولوس وغیرہ کی نسبت استعمال کرتے ہیں اور بجائے نیک دعا دینے کے بد دعاؤں کے نشانہ ہوں گے اور اس وقت کی ہماری کوتاہی آئندہ زمانہ کے لئے نمونہ بد ہو گی۔ کیونکہ کسی مأمور کے قرب کے زمانہ کے لوگوں کے افعال بھی بطور سند کے پکڑے جاتے ہیں۔

اور یہ خیال کرنا کہ مخالف زیادہ ہیں اس لئے ہم کو ڈر کر قدم رکھنا چاہئے ایک خیال باطل ہے کیونکہ حضرت صاحبؑ کے زمانہ کی نسبت ہم اس وقت زیادہ ہیں اور حضرت صاحبؑ نے کبھی ڈرنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ صاف مقابلہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم کو کچھ نقصان نہیں پہنچا ہماری جماعت آگے سے بہت زیادہ ہے اور بڑھ رہی ہے۔

مذکورہ بالا عبارت میں ایک لفظ قابل تشریح ہے اور وہ یہ کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جس کو میری دعوت پہنچ گئی اور اس نے نہ مانا تو وہ مسلمان نہیں اور دعوت پہنچنے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ایسے رنگ میں پہنچے کہ جس کو وہ قبول کرے لیکن مخالفین کو ابھی ایسے رنگ میں دعوت نہیں پہنچی۔ اور یہ اعتراض عبدالحکیم نے بھی کیا ہے جس کا جواب میں حضرت صاحب کی اپنی کتاب سے دیتا ہوں آپ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں۔

دعوت پہنچنے سے کیا مراد ہے؟

دو امر ضروری ہیں وہ شخص جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ لوگوں کو اطلاع دے دے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور ان کو ان غلطیوں پر متنبہ کر دے کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو یا فلاں فلاں عملی حالت میں تم سست ہو دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کرے۔

کیا آپؑ نے دعوت پہنچادی؟

پھر فرماتے ہیں کہ میں نے پنجاب ہندوستان کے بعض شہروں میں خود جاکر خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچادیا۔ اور ستر کے قریب کتابیں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں حقانیت اسلام کے بارے میں جن کی جلدیں ایک لاکھ کے قریب ہوں گی تالیف کر کے ممالک اسلام میں شائع کی ہیں اور اسی مقصد کے لئے کئی لاکھ اشتہار شائع کیا ہے اور ہمارے سلسلہ سے غیر ملکوں کے لوگ بے خبر نہیں بلکہ امریکہ اور یورپ کے دور دراز ملکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے۔

جن پر اتمام حجت نہیں ہؤا ان کا حکم

اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہؤا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے جس کی بناء ظاہر پر ہے اس کا نام بھی کافر رکھا ہے اور ہم بھی باتباع شریعت اس کو کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ: ۲۸۷) قابل مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

ان مندرجہ بالا آیتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اول تو یہ ضروری نہیں کہ زید یا بکر کہے کہ مجھ پر اتمام حجت نہیں ہؤا اور مجھے دعوت نہیں پہنچی بلکہ اتنا کافی ہوگا کہ وہ نبی لوگوں کو اطلاع دے دے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ نشانات ہوں اور بس اتمام حجت ہوئی اور دعوت پہنچ گئی اور بات بھی یہی درست ہے کیونکہ جب اس شخص نے لوگوں کو کھول کھول کر سنا دیا اور نشانات آسمانی ظاہر ہو گئے تو پھر کسی کا یہ کہنا کہ فلاں فلاں کو ابھی دعوت نہیں پہنچی کیسا غلط مسئلہ ہے اگر یہ اصول لیا جائے گا تو ماننا پڑے گا کہ کسی مامور کی دعوت سوائے ان لوگوں کے جو اس کی بیعت میں داخل ہوئے کسی کو نہیں پہنچی اور قرآن شریف اور رسول اللہ ﷺ اور دیگر اولیائے کرام نے جو لوگوں کو کافر کہا ہے سب جھوٹ ہو جائے گا۔

دوسری بات یہ نکلتی ہے کہ حضرت صاحب نے پوری طرح سے تبلیغ کر دی ہے اور ہندوستان

میں تبلیغ ہو چکی ہے بلکہ بعض دیگر ممالک میں بھی۔

تیسری یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن کو تبلیغ نہیں ہوئی۔ اس کا حساب خدا کے ساتھ ہے ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان کو ہو چکی ہے یا نہیں کیونکہ کسی کے دلی خیالات پر آگاہ نہیں اس لئے چونکہ شریعت کی بناء ظاہر پر ہے ہم ان کو کافر کہیں گے گو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ سزا کے لائق ہیں۔ یا بموجب حدیث صحیح پھر موقعہ دیئے جانے کے لائق ہیں۔

جو حضرت صاحب کو نہیں مانتا اور کافر بھی نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں:

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم کے ہیں کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳) حاشیہ پر لکھتے ہیں "سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔" پھر فرماتے ہیں کہ "علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے" پھر فرماتے ہیں "اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے وہ مؤمن کیوں کر ہو سکتا ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

متردّد کے لئے کفر کا فتویٰ

اب جبکہ میں حضرت صاحبؑ کی ایک ایسی عبارت نقل کر چکا ہوں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے ایک ہی قسم کے لوگ ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہیں اور جس طرح کافر کہنے والا ایک مسلمان کو کافر کہہ کر کافر بنتا ہے اسی طرح ایک نبی کو نہ ماننے والا اسے نہ ماننے کی وجہ سے کافر ٹھہرتا ہے میں ایک اور حوالہ درج کرتا ہوں جس میں آپ نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے چنانچہ آپ ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۷ میں اس سوال کے جواب میں کہ "چونکہ حضرت کی اب تک کوئی ایسی تاثیر روشن طور پر ظہور میں نہیں آئی اور دو تین لاکھ آدمی کا حضرت کے سلسلہ میں داخل ہونا گویا دریا میں سے ایک قطرہ ہے پس اگر تاثیر بیّن کے ظہور تک کوئی بغیر انکار کے داخل سلسلہ ہونے میں توقف اور

تاخیر کرے تو یہ جائز ہو گا یا نہیں" فرماتے ہیں کہ "توقف اور تاخیر بھی ایک قسم انکار کی ہے" اب ہر ایک دانا اور عقلمند انسان دیکھ سکتا ہے کہ سائل نے اپنے سوال میں کس قدر شرائط لگائی ہیں کہ ایک شخص آپؑ کو جھوٹا بھی نہیں مانتا۔ اور آپ کا انکار بھی نہیں کرتا اور محض مزید اطمینان کے لئے بیعت میں ابھی توقف کرتا ہے تو اس کی نسبت کیا فتویٰ ہے جس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ اس کا بھی وہی حال ہے جو منکر کا حال ہے اور منکر کا حال اوپر کے فتویٰ میں جو حقیقۃ الوحی سے نقل کیا گیا ہے درج ہے یعنی اسے کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ وہ بھی جو آپ کو کافر تو نہیں کہتا مگر آپ کے دعویٰ کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ وہ بھی جو آپؑ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپؑ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر قرار دیا گیا ہے پس سوچنے کا مقام ہے کہ حضرت صاحب نے اس معاملہ میں کس قدر تشدد سے کام لیا ہے اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کیونکہ اگر ایک ہندو رسول اللہؐ کو سچا مانے اور دل میں اقرار بھی کرے اور ظاہر طور پر انکار بھی نہ کرے۔ ہاں بعض واقعات کی وجہ سے ابھی کھلم کھلا اسلام لانے سے پرہیز کرے تو ہم اسے کبھی بھی مسلمان نہیں کہتے بلکہ اسے کافر ہی سمجھتے ہیں۔ اور شریعت اسلام کبھی اس کے ساتھ ناطہ رشتہ کو جائز نہیں رکھتی۔ یعنی اس کے ساتھ کسی مسلمان عورت کے بیاہ دینے کی اجازت نہیں دیتی۔ پس اسی طرح اس غیر احمدی کا حال ہے جو حضرت صاحب کو دل میں سچا بھی جانتا ہے لیکن ابھی بیعت کرنے میں متردّد ہی ہے پس جو لوگ ابھی آپ کے دعویٰ کے ماننے میں متردّد ہیں ان کی نسبت حضرت صاحب نے کفر کا فتویٰ دیا ہے جیسا کہ میں حضرت صاحب کی عبارتیں اوپر نقل کر آیا ہوں۔

کفر کی دو قسم

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں "چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکرین کو مؤمن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مؤاخذہ سے بری ہیں اور کافر منکر ہی کو کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مؤمن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے ایک کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرتؐ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا ماننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کرنے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی

نہیں مانتا- اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہو گا"-

مکفّر اور متردّد کی تشریح

ان عبارتوں سے یہ نتائج نکلتے ہیں اول تو یہ کہ مکفّر اور خاموش ایک ہی گروہ میں سے ہے کیونکہ جو مانتا ہے اسے مؤمن کہتے ہیں اور کافر مؤمن کے مقابل میں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو نہیں مانتا خواہ وہ مکفّر ہو یا خاموش ہو کافر ہے اور یہ دونوں گروہ ایک ہی قسم کے ہیں دوسری یہ کہ جو آپ کو نہیں مانتا وہ ضرور آپؑ کو مفتری قرار دیتا ہے تیسری یہ کہ جو آپؑ کو نہیں مانتا اس کا ایمان درحقیقت خدا تعالیٰ پر بھی نہیں اور نہ رسول اللہؐ پر ہی ہے- چوتھے یہ کہ چونکہ وہ شخص آیات اللہ کا منکر ہے اس لئے مؤمن نہیں ہو سکتا- پانچویں یہ کہ چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اسے ہم مؤمن نہیں کہہ سکتے اور چھٹے یہ کہ وہ مؤاخذہ سے بری نہیں- ساتویں یہ کہ کفر دو قسم کا ہے ایک اللہ اور رسول کا کفر اور ایک دیگر آیات کا کفر جس میں حضرت صاحب کا کفر بھی شامل ہے- آٹھویں یہ کہ اصل میں یہ سب کفر ایک ہی ہے جس نے آپؑ کا کفر کیا اس نے خدا اور رسول کا کفر بھی ساتھ ہی کیا- نویں یہ کہ جس پر ان دونوں کفروں میں سے کوئی ایسی قسم کفر کی ثابت ہو جائے وہ قیامت کے دن زیر مؤاخذہ ہو گا-

مکفّرین قابل مؤاخذہ ہیں

اس بات کے ثبوت میں کہ حضرت صاحب نے کل ان لوگوں کو جن پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور دعوت پہنچ چکی ہے شرعاً قابل مؤاخذہ ٹھہرایا ہے یہ عبارت کافی ہے-

"میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا تعالیٰ نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے قابل مؤاخذہ ہو گا- کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا ہوں یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی"- (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸)

پھر اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۲ میں فرمایا کہ "ایسا ہی آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی (البقرہ:۱۲۶) اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے- تب ہر زمانہ

میں ایک ابراہیم پیدا ہو گا اور ان سب فرقوں میں سے وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہو گا" اور اسی طرح براہین پنجم میں فرماتے ہیں کہ "انہی دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک قرنا بجائے گا اور اس قرنا کی آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھنچا آئے گا بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں"

حضرت مرزا صاحب کے تمام دعاوی کو ماننا مدار نجات ہے

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک حلفیہ بیان بھی نقل کرتا ہوں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد تحریر کیا۔ عصر جدید میں ایک مضمون نکلا تھا جس میں کہ نامہ نگار نے بڑے زور سے پیشگوئی کی تھی کہ اب چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ فوت ہو گئے ہیں اور ان کے بعد حضرت مولوی صاحب جانشین ہوئے ہیں اور آپ کے عقائد اصل میں مرزا صاحب کے خلاف ہیں اور آپ در حقیقت تمام ان باتوں کو نہیں مانتے جو مرزا صاحب نے بیان کی ہیں اور اس لئے عنقریب وہ دن آنے والے ہیں کہ جب مولوی صاحب تمام جماعت احمدیہ کو پھر مسلمانوں میں شامل کریں گے اور میں نے اس کے جواب میں ایک مضمون لکھا تھا جس پر آپ نے یہ عبارت تحریر فرمائی۔ جو کہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۸ میں شائع ہو چکی ہے وَھُوَ ھٰذَا۔

"میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعاوی کو دل سے مانتا اور یقین کرتا ہوں اور ان کے معتقدات کو نجات کا مدار ماننا میرا ایمان ہے"۔ دستخط حضرت خلیفۃ المسیح نور الدین

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے معتقدات بھی نجات کا ایک مدار ہیں۔

حضرت خلیفہ اول کی تحریرات

اسی طرح ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد کو ایک خط میں حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں کہ "پھر ان انبیاءؑ کی خلاف ورزی کے متعلق ہم آپ کو ایک آیت سناتے ہیں۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔ (الانعام:

۴۳ — ۴۵) اس آیت پر غور کرو"

اسی طرح اسی خط میں حضرت مسیحؑ کے مخالفین کی نجات کی نسبت عبدالحکیم کو تحریر فرماتے ہیں کہ

"پھر آپ نے تیرہ کروڑ مسلمانوں پر رحم فرمایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ تیرہ سو سال میں تیرہ کروڑ مسلمان تیار ہوئے ہیں سب کو نجات حاصل کرنا چاہئے حکیم و ڈاکٹر صاحب دو ارب اللہ کی مخلوق اس وقت موجود ہے تیرہ کروڑ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے باعث تیار ہوئی ہیں تو دو ارب اللہ کی مخلوق ڈارون کے طریق سے لاکھوں برس اور معلوم نہیں کہ کب سے جو تیار ہوئی ان سب نے اگر نجات نہ پائی تو تیرہ کروڑ چیز ہی کیا ہیں"

اس مندرجہ بالا عبارت میں حضرت خلیفۃ المسیح اس کے سوال کا جواب دیتے ہیں کہ مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے تیرہ سو سال کی کوششوں کا نتیجہ یہ تیرہ کروڑ مسلمان کیوں غیر ناجی قرار دیا جائے اور فرماتے ہیں کہ جس طرح رسول اللہ ؐ کی مخالفت کی وجہ سے دو ارب انسان غیر ناجی ہو سکتا ہے اسی طرح اب اللہ تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت مرزا صاحبؑ کی وجہ سے یہ تیرہ کروڑ غیر ناجی ہو سکتا ہے اور ان مندرجہ بالا اقتباسات سے حضرت خلیفۃ المسیح کا اعتقاد خوب ظاہر ہو جاتا ہے۔

اور پھر آگے چل کر فرماتے ہیں "کہ نجات فضل سے ہے اور فضل کا جاذب تقویٰ ہے اور تقویٰ کا بیان لَیْسَ الْبِرَّ والی آیت میں ہے اور اس میں شاید مرزا کا بھی کہیں ذکر آیا ہو"۔ اس میں آپ نے آیت کے اس حصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جس میں نجات کے مداروں میں نبیوں پر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا ہے۔

متردّد کے لئے ایک راہ

اب میں حضرت صاحب کی وہ عبارت نقل کرتا ہوں۔ جس میں کہ آپ نے خاموش لوگوں کی نسبت تحریر فرمایا ہے فرماتے ہیں۔

"اگر دوسرے لوگوں میں تخمِ دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو ان کو چاہئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کردیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذّب نہ ہوں"۔ پھر آخر پر لکھتے ہیں "دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کریں بعد اس کے حرام ہو گا کہ میں انکے اسلام میں شک کروں بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرت ان میں نہ پائی جائے"۔ پھر حاشیہ پر ارشاد

فرماتے ہیں "میں دیکھتا ہوں جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مؤمن جانتے ہیں جنہوں نے مجھے کافر ٹھہرایا ہے پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے انہیں کیونکر مؤمن کہہ سکتا ہوں"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۹))

اب ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب ان لوگوں کو بھی جو آپ کو کافر نہیں کہتے اور نہ ان مولویوں کو کافر کہتے ہیں جنہوں نے آپ کو کافر قرار دیا ہے۔ کافر قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جو لوگ مجھے کافر نہیں کہتے وہ میرے مکفّرین کو بھی کافر نہیں کہتے اور اس طرح خود انہیں کے ہاتھ سے وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے اس طرح آپ کے مکفّرین کو کافر نہ کہنے کو بھی آپ نے وجہ کفر قرار دیا ہے پس جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے اور ساتھ ہی غیر احمدیوں کو بھی کامل مسلمان ہی جانتے ہیں۔ وہ بھی کافر ہیں اور کسی صورت میں مسلمان نہیں کہلا سکتے اور صرف یہی کافی نہیں رکھا گیا کہ وہ ان کو کافر کہیں بلکہ نام بنام ان لوگوں کے کفر کا اعلان اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ سے شائع کریں جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور جو فتویٰ کہ ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا آخری عقیدہ

اور وفات سے چند ہی دن پہلے مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرمایا "جو ہمیں کافر نہیں کہتے ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے ساتھ ہی سمجھیں گے (مکفّروں کے ساتھ) جب تک کہ وہ ان سے الگ ہونے کا اشتہار بذریعہ اعلان نہ کریں اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں کہ ہم ان مکفّرین کو بموجب حدیث صحیحہ کافر سمجھتے ہیں" (بدر۔ مئی ۱۹۰۸) یاد رہے کہ یہ فقرہ اس تقریر کا آخری فقرہ ہے۔ یہی دو حوالے ہیں کہ جن کو ہمارے مخالف بار بار پیش کرتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ تمہارے امام نے جب لکھ دیا ہے کہ ہم ان لوگوں کو جو ہمارے معاملہ میں خاموش ہیں کافر نہیں سمجھتے تو اب تم ہم لوگوں سے مل جاؤ لیکن ایسے لوگوں کی عقلوں پر سخت تعجب اور افسوس آتا ہے کیا انہیں اس عبارت میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ کہ اس میں بڑی بڑی شرائط لگائی گئی ہیں اور کیا کوئی ایسا شخص ہے جس نے ان شرائط کو پورا کر دیا ہے ہاں ہمیں اس شخص کا نام تو بتاؤ جس نے بموجب حضرت صاحب کی تحریر کے دو سو مولویوں کا نام لے لے کر انہیں کافر قرار دیا ہو اور اس بات کا اقرار کیا ہو کہ حضرت صاحب کے معجزات ٹھیک نکلے اور آپؑ راست باز تھے اور

یہی نہیں بلکہ اس کے ایمان میں نفاق کا کوئی شائبہ نہ ہو پس جب ایسا کوئی شخص نہیں اور کسی نے ان شرائط کو پورا نہیں کیا تو ہم کس طرح ان کو الگ سمجھ لیں اور گھر بیٹھے زبانی باتوں کے دھوکے میں آجائیں۔ جب ہمارے امام نے صریح الفاظ میں لکھ دیا ہے کہ جو ہمیں کافر نہیں کہتے ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے ساتھ سمجھیں گے جب تک کہ وہ ان سے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں کہ ہم ان مکفّرین کو بموجب حدیث صحیحہ کافر سمجھتے ہیں پس ہم کیوں کر اس شخص کی اطاعت سے نکل جائیں جس کو ہم نے سچا یقین کیا اور جس کے معجزات ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور جس کا خدا اسے تعلق ہم نے مدتوں مشاہدہ کیا ہم اپنے اس سردار اور حاکم کی بات کو کیونکر رد کر دیں جس کے ہاتھ پر ہم نے اپنے آپ کو بیچ دیا اور اپنے خیالات اور اپنی خواہشات اس کے لئے قربان کر دیں ایسی جرأت تو وہ شخص کر سکتا ہے کہ جس کے دل میں ایمان نہ ہو۔ جو نور یقین سے کورا ہو اور جس کو خدا نے معرفت کی آنکھیں نہ دی ہوں۔ اور یہ قطعاً خیال نہ کرو کہ اس قول کا پہلے قول سے کچھ اختلاف ہے اور اس میں حضرت صاحب نے پہلے کی نسبت نرمی کر دی ہے کیونکہ انبیاءؑ اپنے الہاموں کے سب سے زیادہ قائل اور مؤمن ہوتے ہیں دیکھو حضرت صاحب اپنی کتاب اربعین میں تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن پر" پس یہ خیال سخت گندہ ہوگا اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت صاحب نے اس پہلی الہامی بات کو رد کر دیا بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان میں تطبیق کریں اور بہرحال ہم کو اس عبارت کو پہلی عبارت کے ماتحت کرنا پڑے گا کیونکہ وہ الہامی ہے اور اس کے معنی بھی ہم نے نہیں خود حضرت صاحب نے کئے ہیں چنانچہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے تو اس جگہ حضرت صاحب نے تعلیق محال بالمحال سے کام لیا ہے کیونکہ جو شخص حضرت صاحب کے منکرین کو نام بنام کافر قرار دے گا اور باوجود حضرت صاحب کے ان دعاوی کے آپؑ کو سچا قرار دے گا اور آپ کے الہامات اور معجزات پر یقین لائے گا اور پھر آپؑ کی بیعت نہ کرے گا۔ تو ایسا شخص دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ منافق ہو گا کہ لوگوں کے ڈر سے سچ کو قبول نہیں کرتا اور یا حکم الٰہی کا صریح منکر ہو گا کیونکہ حضرت صاحب نے بیعت الہام کے ذریعہ سے شروع کی ہے اور قرآن شریف میں انبیاءؑ کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔

جس پر حق کھل گیا اور بیعت نہیں کرتا وہ منافق ہے

پس ایسا شخص جس پر حق کھل گیا اور اس نے حضرتؑ کے

راست باز ہونے کو سمجھ لیا تو پھر وہ بیعت نہیں کرتا تو اس میں یا تو نفاق کا شائبہ ہے یا کفر کا اور حضرت صاحبؑ نے یہ شرط ساتھ قرار دی ہے کہ پھر ایسا شخص منافق بھی نہ ہو پس جو شخص ان شرائط پر عمل کرے گا اس کے لئے تو بیعت ضروری ہو جائے گی اور اگر بیعت نہ کرے گا تو منافق ہو گا پس جو شخص ایسا اشتہار دے بھی دے جس میں مخالف مولویوں پر کفر کا فتویٰ دے اور پھر بھی بیعت نہ کرے تو ایسا شخص ضرور منافق ہے پس حضرت صاحب نے تو ایک محال بات پیش کر کے مخالفین پر ایک حجت قائم کی ہے نہ یہ کہ ان کے لئے راستہ کھولا ہے اس عبارت کو پیش کر کے ہم سے صلح چاہنے والا بعینہٖ اس شخص کی طرح ہے جو قرآن شریف کی آیت قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ (الزخرف: ۸۲) کو پیش کر کے ہم سے یہ چاہے کہ ہم یسوع کی عبادت کریں اور اسے خدا کا بیٹا مان لیں۔ یہاں تو یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ نہ تو تم خدا کا بیٹا ثابت کر سکو گے اور نہ میں قبول کروں گا اسی طرح مذکورہ بالا عبارت میں حضرت صاحبؑ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ہمارے مخالفین کا نام لے لے کر قریباً دو سو مکفّر مولویوں پر کفر کا فتویٰ اشتہار کے ذریعہ شائع کرائے اور پھر اس میں نفاق بھی نہ ہو تو ہم ایسے کو مؤمن مان لیں گے اور یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی شخص ایسا کرے اور پھر باوجود بیعت نہ کرنے کے منافق بھی نہ ہو پس یہ تو ایک تعلیق محال بالمحال تھی اسے سند کے طور سے پیش کرنا تو ایک بڑی جہالت ہے۔

خدا کے مامور کی آواز کو نہ پہچاننا

اور اس لمبی تقریر کی بھی ہم کو کچھ ضرورت نہیں کیونکہ ابھی تو کوئی شخص نہیں پیش کیا گیا جس نے ان شرائط پر عمل کیا ہو پس اس کے ذریعہ صلح چاہنا اول درجہ کی نادانی ہے جس قدر لوگ متفرق طور سے احمدیوں کے پاس آکر یا جماعتوں میں اس قسم کا اقرار کرتے ہیں وہ تو ان لوگوں کی طرح ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ (البقرہ: ۱۵) وہ اگر ہم سے صلح چاہتے ہیں تو اپنی دنیاوی حیثیت بڑھانے کے لئے نہ کہ ان کے دلوں میں دین کی تڑپ ہے اگر واقعی ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ محبت ہوتی اور دین کی تڑپ ہوتی اور تقویٰ کا ایک ذرہ بھی ان کے دلوں میں باقی ہوتا تو وہ کیوں کوشش سے اس شخص کے دعویٰ کو نہ سنتے جس نے تیئس برس پکار پکار کر سنایا کہ خدا نے مجھ سے کلام کیا اور مجھے دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور میں اس کی طرف سے مامور مقرر کیا گیا ہوں۔ اس نے لیکچروں کے ذریعہ، اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعے کتابوں کے ذریعہ اپنی آمد کا اعلان کیا

لیکن کیا ان لوگوں نے ذرہ بھر بھی توجہ کی۔ ایک آریہ اخبار ذرہ بھر بھی ان کے پولیٹیکل حقوق کے بر خلاف لکھتا ہے تو ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے آنکھوں سے شعلے نکلنے لگتے ہیں اور ناسزا الفاظ بے اختیار ان کے منہ سے نکل جاتے ہیں اور راس کماری سے لے کر ہمالیہ کی چوٹیوں اور کلکتہ سے لے کر پشاور تک تار برقی کی طرح ایک جوش پھیل جاتا ہے اور چاروں طرف غور و فکر شروع ہو جاتا ہے لیکن خدا کے مأمور کی آواز ان کے کانوں میں تئیس سال تک پڑتی رہی اور دنیا کی بے توجہی پر غضب الٰہی نازل ہوا۔ لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی یہ مست پڑے رہے اور غفلت کے لحافوں کو انہوں نے اپنے سر سے نہ اتارا۔ انہوں نے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا کہ یہ ہے کون اور پرواہ تک نہ کی خدا کی پکار کو سننے سے انکار کر دیا اور حقارت سے منہ پھیر لیا یہ ان کا ایمان ہے اور یہ وہ تڑپ ہے جو دین کے لئے ان کے دلوں میں پائی جاتی ہے اور باوجود اس حالت کے یہ لوگ ہمارے سامنے آتے ہیں اور ہمیں صلح کے لئے بلاتے ہیں اور پھر زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہ تحریک جس گروہ سے اٹھی ہے اور جو گروہ کہ ہم کو اپنے پیچھے نمازیں پڑھوانا چاہتا ہے وہ خود نماز نہیں پڑھتا۔ جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں وہ تو ہم کو کافر سمجھتے ہیں مگر یہ لوگ جو ٹھٹھے اور ہنسی میں اپنا دن گزارتے ہیں اور اسلام کے پاک احکام پر تمسخر کرتے ہیں جن پر یورپ کا رنگ تہ بہ تہ چڑھا ہؤا ہے ہمیں بلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں بلاؤ اور ہمارے پیچھے نماز پڑھو۔ ہم کس کے پیچھے نماز پڑھیں کیا ان لوگوں کے پیچھے جن کو اگر مسلمان بھی سمجھ لیا جائے تو شاید نماز پڑھنی ناجائز ہو؟ ہاں ہم کن کے پیچھے نماز پڑھیں کیا ان لوگوں کے پیچھے جنکے دلوں میں اسلام محض ایک قومیت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی عزت صرف اپنے پولیٹیکل حقوق کے محفوظ رکھنے کے لئے کی جاتی ہے بے شک اس تحریک کا اس گروہ سے اٹھنا ہی اس بات پر شاہد ہے کہ یہ تحریک رحمٰن کی طرف سے نہیں۔

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ

اب میں حضرت صاحب کا وہ فتویٰ نقل کرتا ہوں جس میں کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنی جب مسیح نازل ہو گا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے

ہو گا پس تم ایسا ہی کیا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حَکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے کیونکہ میری باتوں کو جو خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں"

اب اس عبارت پر غور کرنے سے اول تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے یا غیر احمدیوں سے تعلق رکھتا ہے وہ ایسے فعل کا مرتکب ہوتا ہے جو قطعی حرام ہے دوسرے یہ کہ ہمارے لئے لازمی ہے کہ ہم غیر احمدیوں سے قطعی طور سے الگ رہیں۔ تیسرے یہ کہ جو ایسا نہیں کرتا اس پر خدا کا الزام ہے۔ چوتھے یہ کہ ایسے شخص کے اعمال حبط ہو جائیں گے۔ پانچویں یہ کہ جو حضرت صاحب کا دل سے معتقد ہے وہ آپ کے اس فیصلہ اور دیگر فیصلوں کو مانتا ہے۔ چھٹے یہ کہ جو نہیں مانتا اس کے دل میں خود اختیاری کا مرض ہے۔ ساتویں یہ کہ حضرت صاحب ان الفاظ میں کہ وہ مجھ سے نہیں اس سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ آٹھویں یہ کہ ایسا کرنے والے کی عزت آسمان پر بھی نہیں کی جائے گی اب باوجود ان فتووں کے ہم کیا کریں اور کس طرح ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جائیں جو ہلاکت کے گڑھے کی طرف ہم کو بلاتے ہیں۔

قرآنی شہادتیں

اب ایک طرف تو خدا کا کلام ہم کو اپنی طرف بلاتا ہے اور دوسری طرف چند لوگ جن کے ایمانوں کا ہم کو کوئی علم نہیں بلکہ وہ صریح طور سے ایک مأمور کے مکفّر ہیں ہم کو اپنی طرف کھینچتے ہیں پس بہتر ہے کہ ہم خدا کی آواز کو قبول کریں اور جس طرح پہلی دفعہ ہم نے انسانوں پر خدا کے احکام کو مقدم کیا اب بھی وہی نمونے دکھائیں حضرت صاحب خدا سے خبر پا کر فرماتے ہیں کہ مجھے نہ قبول کرنے والوں کو راست باز جاننے والا ان کے پیچھے نماز پڑھنے والا اور ان سے بکلّی قطع تعلق نہ کرنے والا شیطان کے پنجہ میں ہے اور آپ پر ایمان نہیں رکھتا اس کے اعمال حبط ہو جائیں گے اور آسمان پر اس کی عزت نہ ہو گی پس ہمارے لئے کیسا خطرناک ابتلاء ہے ایک طرف تو ظاہری چین اور امن نظر آ رہا ہے۔ دشمنوں کی نظروں میں ایک عزت ہوتی ہے اور شاید گورنمنٹ کی نظروں میں بوجہ سرگروہ سے تعلق ہو جانے کے زیادہ وقعت پانے کی امید ہے اور دوسری طرف خدا کے مأمور کا فتویٰ ہے کہ اگر تم ان سے بکلّی قطع تعلق نہیں

کرتے تو پھر تمہارا مجھ سے قطع تعلق ہے اگر عاجلہ کو دیکھا جائے تو پہلی بات میں فائدہ ہے لیکن اگر یوم ثقیل کا خیال کیا جائے تو سوائے دوسری بات پر عمل کرنے کے کوئی چارہ نہیں ہم ان لوگوں سے صلح کرتے ہوئے ان آیات قرآنی کو کہاں چھپائیں۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔ (النساء:۱۴۰) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا۔ (النساء:۱۴۵) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (النساء:۱۵۱، ۱۵۲) اور خصوصیت سے آخری آیت میں تو ہم خاص طور سے اسی گروہ کا ذکر پاتے ہیں جو مدعی ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو مسلمان متقی اور راست باز انسان مانتے ہیں لیکن نبی نہیں مانتے اور جو کہتے ہیں کہ نجات ایمان باللہ پر ہے نہ ایمان بالرسل پر اور جن کا خیال ہے کہ رسول اللہؐ کے انکار کی وجہ سے عذاب ہو بھی لیکن مرزا صاحب کے نہ ماننے کا کوئی ہرج نہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اور پکے کافر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور عذاب کے مستحق ہیں (اور حضرت صاحبؑ بھی فرماتے ہیں کہ مَنْ فَرَّقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْمُصْطَفٰى فَمَا عَرَفَنِيْ وَمَا رَاٰى) اور پھر فرماتا ہے کہ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ (الانعام:۲۲) پس باوجود ان صریح نصوص کے ہم کیونکر انکار کر دیں اور کہہ دیں کہ تمام رسولوں کا ماننا ضروری نہیں اور یہ کہ مسیح موعودؑ کا ماننا مدار نجات میں شامل نہیں اگر ہم ایسا کہیں تو ہم بھی اسی گروہ میں شامل ہو جائیں گے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ (النساء:۱۵۲) اور جن کی نسبت فرماتا ہے اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ۔ (فَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ الْكَذِبِ وَالْبُهْتَانِ وَبِفَضْلِهٖ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطٰنِ) اور اگر ہم ایسا کریں تو گویا عبدالحکیم مرتد کی پیشگوئی کو پورا کر دیں اور شیطان کے مؤید ہو جائیں کیونکہ اس کی مخالفت بھی اس بات پر ہوئی تھی اور وہ جماعت سے اسی لئے خارج کیا گیا تھا کہ اس کا دعویٰ تھا کہ سوائے ان چند مکفّرین کے جنہوں نے مخالفت میں زور مارا ہے باقی سب ناجی ہونے چاہئیں اور کفر کا فتویٰ ان پر نہیں دینا چاہیئے پس ہمارا بھی ایسے ہی عقائد رکھنا گویا عبدالحکیم کی پیروی کرنا اور حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کرنا ہے اور اس کی شیطانی پیشگوئی کو پورا کرنا ہے کہ عنقریب مرزائی مرزا صاحب پر ایمان کو غیر

ضروری قرار دے کر باقی تمام غیر فرقوں کو بھی مسلمان قرار دیں گے اور اعمال پر نجات کا مدار جانیں گے اور ایمان بالرسل کو علیحدہ کر دیں گے پس ان باتوں کا ماننا ہمارے لئے موت ہے اور سلسلہ کی تکذیب۔

آخر میں یہ لکھنا بھی ضروری جانتا ہوں کہ میں ہی ان خیالات سے ایسا متنفر نہیں بلکہ جہاں تک مجھے علم ہے خود ہمارا امام اور دیگر دانا لوگ سب کے سب ان خیالات کو پسند نہیں کرتے پس میں کہہ سکتا ہوں کہ ہم سب خدا کے فضل سے اس پر امید کرتے ہیں اور اسی کو اپنا سہارا قرار دیتے ہوئے اور مسیحؑ ناصری کی جماعت کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بڑے شرح صدر کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے خدا کے مأمور کو قبول کیا ہے اور اس کے ہر ایک حکم کو مدار نجات یقین کرتے ہیں اس لئے بلا کسی تأمّل کے کہتے ہیں کہ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔

خاکسار۔ مرزا محمود احمد

(تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء)